تذکرۂ سیرت — قسط دوم — مولانا عبد الحق چوہان

بارگاہِ نبوی ﷺ کے کاتب

۱۹۔ حضرت سعید بن سعید بن العاص القرشی الاموی رضی اللہ عنہ: یہ حضرت ابان اور خالد بن سعید کے بھائی ہیں۔ فتح مکہ سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے اور غزوۂ طائف میں جُرعۂ شہادت نوش کیا۔ ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان تینوں بھائیوں کے لئے نبی کریم ﷺ کے کاتب ہونے کا شرف حاصل ہے "رضی اللہ عنہ"

۲۰۔ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ: آپ قدیم الاسلام ہیں۔ مہاجرین حبشہ میں ان کا شمار ہے۔ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ خود روایت کرتی ہیں کہ حبشہ میں جب یہ نبی کریم ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔ تو نجاشی نے حضرت شرحبیل کے ذریعہ ان کو آپ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ خلافت صدیقی کے دور میں شام کی جانب جو مختلف اسلامی عساکر روانہ کئے گئے ان میں سے ایک لشکر کی قیادت ان کے سپرد کی گئی تھی۔ اردن کی فتح ان کے ذریعہ حاصل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو مصر کی جانب اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ حضرت شرحبیل مصر ہی میں تھے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہو گئی تھی۔ حسنہ انکی والدہ کا نام ہے۔ ان کے باپ کا نام عبداللہ بن المطاع ہے۔ خلافت فاروقی کے زمانہ میں طاعون عمواس میں ان کی وفات ہوئی۔ العراقی اور ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے "رضی اللہ عنہ"۔

۲۱۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ: آپ کا شمار السابقون الاولون میں ہے۔ ہجرت سے قبل نبی کریم ﷺ نے ان کے اور حضرت زبیر کے درمیان رشتۂ مواخاۃ قائم کیا تھا۔ غزوۂ بدر میں یہ شریک نہیں ہوسکے تھے کیونکہ یہ اس وقت قافلۂ قریش کے حالات معلوم کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ چونکہ ان کا یہ سفر بھی غزوۂ بدر کے توابع میں سے تھا اس لئے غنیمت بدر میں سے ان کو حصہ ملا اور لسان نبوت سے ثواب اخروی کا استحقاق بھی حاصل ہوا۔ غزوۂ احد میں انہوں نے اپنی جاں نثاری کا پورا حق ادا کیا۔ نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ ڈھال بن گئے۔ دشمن کی جانب سے آنے والے تیروں کو اپنے ہاتھ سے روکا۔ اس کے باعث ان کا ہاتھ شل ہوگیا اور اس دن آپ کو نبی کریم ﷺ کی جانب سے "طلحۃ الخیر" کا لقب عطا ہوا اور غزوۂ حنین کے موقعہ پر ان کو "طلحۃ الجود" کا لقب عطا ہوا۔ اور غزوہ تبوک کے موقعہ پر "طلحۃ الفیاض" کا لقب عطا ہوا۔ آپ کا شمار ان ذوات قدسیہ میں ہے جنکو عشرہ مبشرہ کے معزز لقب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور آپ ان

چھے افراد میں داخل تھے۔ جنکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لئے منتخب کیا تھا۔ آپ نے ایسی چار عورتوں سے نکاح کیا تھا۔ جنکی ہمشیرگان نبی کریم ﷺ کے حبالۂ نکاح میں تھیں۔(۱) ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق۔ سیدہ عائشہ صدیقہ کی ہمشیرہ (۲) حمنہ بنت جحش۔ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش کی ہمشیرہ (۳) الفارعہ بنت ابی سفیان۔ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی ہمشیرہ (۴)۔ رقیہ بنت ابی امیہ سہیل۔ ام المومنین سیدہ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ سہیل کی ہمشیرہ۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ مطالبہ قصاص دم عثمان میں پیش پیش تھے۔ یہ بھی اس جماعت میں شریک تھے۔ جنہوں نے اس مطالبہ کی خاطر بصرہ کی جانب سفر کیا تھا اور حادثۂ جمل میں شہید ہوئے۔ ابن سید الناس اور العراقی نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۲۔ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ: قدیم الاسلام ہیں۔ یہ طفیل بن عبداللہ کے غلام تھے اسلام لانے پر ان کو سخت اذیت دی گئی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید لیا۔ یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ہجرت کے موقعہ پر جن ایام میں نبی کریم ﷺ اپنے رفیق سفر صاحب لقب ثانی اثنین کے ساتھ غار ثور میں مقیم تھے۔ ان ایام میں عامر بن فہیرہ کے ذمہ یہ خدمت تھی کہ وہ بکریوں کو غار کے دہانے پر لے آتے اور مقیمان غار کے لئے دودھ حاصل کیا جاتا۔ جب آپ ﷺ غار سے روانہ ہوئے تو حضرت عامر بھی اس قدسی قافلہ میں شریک تھے۔ جب سراقہ بن مالک مدلجی نے آپ کا تعاقب کیا اور جوں ہی وہ آپ کے قریب آیا تو اسکے گھوڑے کی ٹانگیں سخت زمین میں دھنس گئیں۔ یہ حالت دیکھ کر وہ اپنے ارادہ سے باز آیا۔ اور آپ ﷺ سے امان نامہ لکھ دینے کی درخواست کی۔ آپ کے حکم سے یہ امان نامہ عامر بن فہیرہ نے لکھا اور ایک روایت کے مطابق اس امان نامہ کا کچھ حصہ سیدنا ابوبکر صدیق نے لکھا اور کچھ حصہ سیدنا عامر بن فہیرہ نے لکھا۔ بیر معونہ کے واقعہ فاجعہ میں شہید ہوئے۔ بنو کلاب کے ایک شخص جبار بن سلمی نے ان کو شہید کیا۔ قاتل کا کہنا ہے کہ جب میں نے ان کو قتل کیا تو ان کی زبان سے یہ کلمہ نکلا "فزت واللہ" یعنی قسم بخدا میں کامیاب ہو گیا اور اس کے بعد ان کا جسم اطہر آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔ قاتل نے جب ان کی یہ عجیب کیفیت دیکھی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۳۔ عبداللہ بن الارقم بن عبدیغوث القرشی الزہری رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق قریش کے مشہور قبیلہ بنوزھرہ سے ہے۔ جو کہ نبی کریم ﷺ کا ننھیال ہے۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عبداللہ ابن رقم سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی جانب سے بادشاہوں کے خطوط کا جواب تحریر کرتے تھے۔ ایک خط کے جواب تحریر کرنے پر لسان نبوت سے ان کے لئے یہ دعا نکلی "اللھم وفقہ" یعنی اے اللہ اس کو خیر کی توفیق دے۔

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے لئے بھی انہوں نے کتابت کی خدمت سرانجام دی تھی۔ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ان کو بیت المال کا نگران مقرر کیا تھا۔ ابن اسحق مسلم بن الحجاج القشیری نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۴۔ عبداللہ بن رواحہ الخزرجی الانصاری رضی اللہ عنہ: نبی کریم ﷺ کے زمانۂ بعثت کے وقت عرب میں فصاحت بلاغت اور شعر گوئی کا غلغلہ تھا۔ صحابہ کرام جنکا لقب ہی "خلاصۃ العرب العرباء" ہے۔ زبان دانی اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اعلیٰ ذوق کے حامل تھے۔ اور پھر ان میں سے بعض حضرات کو شعر گوئی کی مہارت تامہ حاصل تھی۔ انصارِ مدینہ میں سے تین حضرات ایسے تھے کہ جنکو شاعر نبی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ تینوں کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ ایک حضرت حسان بن ثابت۔ دوسرے حضرت کعب بن مالک۔ اور تیسرے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم۔ نبی کریم ﷺ کی مدح و ستائش میں ویسے تو ان کے بہت سے قصیدے ہیں۔ لیکن ان کا یہ شعر بہت ہی عجیب ہے۔

"لولم تکن فیہ آیات مبینۃ... کانت بدیہتہ تنبیک بالخبر"

ترجمہ:۔ اگر آپ ﷺ کے اندر واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں تو آپ کی ظاہری شکل و صورت ہی ایسی حسین و جمیل تھی جو آپ کے نبیٔ برحق ہونے کی خبر دیتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ ان ستر انصار میں بھی شامل تھے جنہوں نے رات کے وقت نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر مکہ میں بیعت کی تھی۔ اور آپ ﷺ نے بارہ انصار کو اپنی قوم کے لئے نقیب منتخب کیا تھا۔ ان نقباء میں سے ایک حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔ غزوۂ موتہ کی طرف جب نبی کریم ﷺ نے مجاھدین کا لشکر روانہ کیا تو بالترتیب آپ نے تین امیر مقرر کئے۔ پہلا امیر حضرت زید بن حارثہ۔ اگر یہ شہید ہوجائیں تو پھر حضرت جعفر بن ابی طالب۔ اور اگر یہ بھی شہید ہوجائیں تو پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم۔ چنانچہ اسی ترتیب سے یہ حضرات شہید ہوئے۔ اور غزوۂ موتہ کا منظر نبی کریم ﷺ کو مشاھدہ کرایا گیا۔ آپ ﷺ اپنے ان جاں نثاروں کی شہادت کے منظر کو دیکھ کر اشک بار ہوگئے۔ پھر مسلمانوں کی جانب سے علم برداری کا منصب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تفویض ہوا۔ اور اسی پر لسان نبوت سے ان کو "سیف من سیوف اللہ" کا عظیم لقب عطا ہوا۔ ابن سید الناس نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۵۔ حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ الخزرجی الانصاری رضی اللہ عنہ: ان کا لقب صاحب الاذان ہے۔ نبی کریم ﷺ جب ھجرۃ کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اس وقت نماز کی جماعت قائم کرنے کے لئے لوگوں کو اطلاع دینے کے متعلق مشورہ ہوا، مختلف آراء پیش ہوئیں۔ ابھی کسی

رائے پر فیصلہ نہیں ہوا کہ مجلس برخاست ہو گئی۔ ان کو ایک جواب کے ذریعے اذان کے کلمات کی تلقین کی گئی انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر اپنا یہ خواب بیان کیا۔ آپ ﷺ نے اس خواب کے حق ہونے پر مہر تصدیق ثبت فرمائی جس کی وجہ سے اذان کی مشروعیت کا حکم ثابت ہو گیا۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کے حکم سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ کلمات سکھلائے اور انہوں نے اذان دی۔ ابن سعد نے "الطبقات الکبریٰ" میں ایک خط نقل کیا ہے جس کے کاتب حضرت عبداللہ بن زید ہے۔ اور وہ خط یہ ہے۔ یہ خط وہ ہے جسکو رسول اللہ ﷺ نے لکھوایا۔

"لخم کے قبیلہ درس میں سے جس شخص نے ایمان قبول کیا، نماز قائم کی، زکواۃ ادا کی، اللہ تعالیٰ کا حصہ اور اس کے رسول ﷺ کا حصہ ادا کیا اور مشرکین سے قطع تعلق کر لیا تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ میں ہے۔ اور جس شخص نے اس کے دین سے رجوع کیا تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ سے بری ہے۔ اور جس شخص کے اسلام کے متعلق کسی مسلمان نے گواہی دی وہ بھی محمد ﷺ کے ذمہ میں ہے اور مسلمانوں میں سے ہے۔" یہ تحریر عبداللہ بن زید نے لکھی۔

"ابن سید الناس۔ ابن سعد اور ابن کثیر نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۶۔ **حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح العامری رضی اللہ عنہ:** یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے۔ اسلام لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتابت کی خدمت سرانجام دی۔ اغوائے شیطانی سے جرم ارتداد کا ارتکاب کیا اسلئے مباح الدمہ قرار دیئے گئے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے سے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر توبہ کی اور دوبارہ اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا اور ساتھ یہ بشارت بھی دی کہ اسلام تمام پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

حضرت عمر کے دور خلافت میں حضرت عمرو بن العاص نے جب مصر پر لشکر کشی کی تو لشکر کا میمنہ حضرت عبداللہ بن سعد کی زیر قیادت تھا۔ اور پھر فتح مصر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصر کے الصعید علاقہ کی امارت ان کے سپرد کی۔ اور پھر عہد عثمانی میں پورا علاقہ مصر ان کی زیر ولایت کر دیا گیا۔ اور ان ہی کی زیر قیادت عسکر اسلامی نے افریقہ فتح کیا۔ شہادت عثمانی کے بعد یہ عزلت نشین ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ میری زندگی کا آخری عمل صبح کی نماز ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صبح کی نماز پڑھی ایک طرف سلام پھیرا دوسرے سلام سے قبل ہی عالم آخرت کو روانہ ہو گئے رضی اللہ عنہ۔ ایسے مقبول العمل اور مستجاب الدعاء مجاھد اسلام صحابی کو بھی مودودی نے معاف نہیں کیا۔ وہ اپنی رسوائے زمانہ کتاب "خلافت و ملوکیتہ" میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق جو اعتراضات کئے ہیں ان میں سے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ حضرت عثمان نے مصر کی ولایت عبداللہ بن سعد کے سپرد کر دی۔ حالانکہ ان کا شمار طلقاء میں سے تھا۔

مودودی کے ان خرافات و ہفوات کا ماخذ ابن المصر رافضی کی کتاب "منہاج الکرامہ" ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت اپنی جگہ پر ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سعد کو پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصر کے ایک حصہ پر والی مقرر کیا تھا۔ اس وقت کسی صحابی نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل پر اعتراض نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس وقت جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پور علاقہ مصر ان کے سپرد کیا تھا اور نہ ہی دور صحابہ میں کسی صحابی کو طلقاء کے لقب سے عار دلائی جاتی تھی۔ یہ تمام معائب رفض و سبائیت کی تحریک کے اختراع کردہ ہیں۔ (رضی اللہ عنہ)

۲۷- سیدنا عثمان بن عفان الاموی رضی اللہ عنہ: خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنوامیہ سے ہے اور بنوامیہ وہ قبیلہ ہے جسکے متعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے اوز ننا احلاماً اخوتنا نبوامیہ یعنی بھاری عقل و فہم و فراست والے ہمارے بھائی بنوامیہ ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ و دعوت حق کے باعث مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کا پہلا نکاح سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ ان کے ساتھ آپ نے حبشہ کی جانب ہجرۃ کی تھی۔ غزوۂ بدر کے موقعہ پر سیدہ رقیہ سلام اللہ تعالی علیہما و رضوانہ علیل تھیں۔ ان کی علالت کے باعث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بدر میں شریک نہیں ہوسکے تھے۔ اس موقعہ پر مدینہ میں ان کا قیام چونکہ نبی کریم ﷺ کے حکم اور آپ ﷺ کی لخت جگر کی تیمارداری کی وجہ سے تھا۔ اسلئے بدر کے مال غنیمت میں سے ان کو حصہ بھی ملا اور بدری ہونے کی فضیلت بھی انہیں حاصل ہے۔ جس وقت غزوۂ بدر کی فتح کا مژدہ مدینہ میں آیا تھا اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سیدہ رقیہ کی تدفین میں مشغول تھے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے سیدہ ام کلثوم سلام اللہ تعالی علیہا و رضوانہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کردیا تھا۔ سیدہ ام کلثوم کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری اور لڑکی ہوتی تو میں اسکا نکاح بھی عثمان سے کردیتا ہے۔ اسلئے ان کا لقب "ذوالنورین" قرار دیا گیا ہے۔ آپ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لئے جو مجلس شوریٰ منعقد کی تھی۔ حضرت عثمان اس میں شامل تھے۔ صحابہ کے مشورہ سے خلافت کے لئے ان کا انتخاب ہوا۔ آپ کے دور خلافت میں بحری جہاد کی بنیاد قائم کی گئی۔ اور فتوحات میں بہت ہی وسعت ہوئی۔ اسلام کی یہ ترقی اعدائے اسلام کے لئے سوہان روح ثابت ہوئی۔ یہود اور مجوس کی مشترکہ سازش سے آپ کے خلاف تحریک سبائیت معرض وجود میں آئی۔ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے روز بعد نماز عصر روزہ کی حالت میں آپ کو شہید کردیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ابن سید الناس۔ اور العراقی نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۸- العلاء بن عبداللہ بن عباد الحضرمی: ان کا تعلق قبیلۂ حضرت لوت سے ہے۔ یہ قبیلہ بنو امیہ کے حلیفوں اور سادات مہاجرین میں سے تھے۔ ان کا بھائی عمرو الحضرمی پہلا مقتول ہے جسکو ایک مسلمان

نے قتل کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو بحرین کا عامل متعین کیا تھا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو اسی عہدہ پر برقرار رکھا۔ بحرین کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے حضرت ابوبکر صدیق نے ان کی زیر قیادت ایک لشکر روانہ کیا۔ مرتدین اور مسلمانوں کے درمیان ایک عمیق دریا حائل تھا مسلمان وہ دریا عبور کر کے مرتدین پر حملہ آور ہوئے۔ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی۔ ابن سید الناس اور ابن کثیر نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۲۹۔ العلاء بن عقبہ رضی اللہ عنہ: ابن حجر کی تصریح کے مطابق "المستغفری" نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ عمرو بن حزم کا معاہدہ انہوں نے لکھا تھا۔ تاریخی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے خرید و فروخت کے معاملات کو یہ تحریر کرتے تھے۔ "الوثائق السیاسیتہ" میں ایسے تین وثیقہ جات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن کے کاتب العلاء بن عقبہ ہیں۔ ابن سید الناس۔ اور ابن کثیر نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۳۰۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: آپ نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ ابوطالب کی تنگ دستی کے باعث یہ نبی کریم ﷺ کی زیر کفالت رہے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ البتہ آپ ﷺ کے آخری غزوہ یعنی غزوہ تبوک میں حاضر نہیں ہوسکے تھے۔ کیونکہ اس موقع پر ان کو نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں مقیم رہنے کا حکم فرمایا تھا۔ اس تخلف کی بنا پر جب آپ ملول خاطر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا "الا ترفیٰ ان تکون منی بمنزلتہ ھارون من موسی الارانہ لیس بعدی نبی"

ترجمہ:۔ کیا تو اس پر راضی نہیں ہوتا کہ میرے نزدیک تیری وہی حیثیت ہو جو ھارون کو موسی علیہ السلام کے نزدیک تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

آپ لسان نبوت سے قاضی الامت کے لقب سے ملقب ہیں۔ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ مطالبۂ قصاص دم عثمان کے باعث ان کا پورا دور خلافت مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی میں گزرا۔ قصاص عثمان کے متعلق ان کا اجتہاد یہ تھا کہ استحکام خلافت پہلے اور معاملہ قصاص بعد میں۔ دوسرے صحابہ کا اجتہاد یہ تھا کہ اقامت حدود ہی سے استحکام خلافت ہوگا اس لئے اقامت حدود پہلے۔ رمضان المبارک ۴۰ھ میں ایک خارجی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی شہادت پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ذھب الفقہ والعلم بموت ابن ابی طالب یعنی حضرت علی کی شہادت کے ساتھ ہی فقہ اور علم چلے گئے۔ الوثائق السیاسیتہ میں ۱۴۳ ایسے وثیقہ جات کی نشاندہی کی گئی ہے جسکے کاتب سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"